© rasailojaraid.com

تعلیم ودعوت

پروفیسر محمد اکرم ورک☆

ہجرتِ نبوی ﷺ سے قبل اہم دعوتی وتعلیمی مراکز

اسلام کی دعوت کا نازک اور مشکل ترین دور وہ تھا جو مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کی معیت میں گزارا۔ اس دور میں صحابہ کرام اور ذاتِ اقدسؐ نے کس طرح جان جوکھوں میں ڈال کر اسلام کے نازک پودے کو خونِ جگر سے سینچا، زیرنظر مقالہ میں اس کی بعض جھلکیاں ملتی ہیں۔

میدانِ دعوت کے مبارک نفوس آج اگر ان صحابہ کرامؓ کے قربانی سے بھرپور طرزِ عمل کے امین ہیں تو وہاں اُنہیں ان جیسے حوصلے، صبر واستقلال اور قوتِ برداشت کا حامل بن کر مصائب وآلام کی تند وتیز آندھیوں کا مقابلہ کرنے کیلئے بھی ذہنی طور پر تیار رہنا چاہئے اور دعوت کی راہ میں درپیش مصائب سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ (ح م)

مکہ مکرمہ کے دعوتی مراکز

قبل از ہجرت، مکہ مکرمہ میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے معروف معنوں میں کوئی متعین تبلیغی ودعوتی مرکز نہ تھا۔ جہاں رہ کر وہ اطمینان اور سکون کے ساتھ اپنی دعوتی سرگرمیوں کو جاری رکھتے ۔ درحقیقت مکی دور میں خود رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی متحرک درس گاہ تھی۔ سفر وحضر، دن اور رات ہر حال اور ہر مقام میں آپ ﷺ ہی کی ذات دعوت وتبلیغ کا منبع تھی۔ صحابہ کرامؓ عام طور پر چھپ کر ہی قرآنِ مجید کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ تاہم کفارِ مکہ کی ستم رانیوں کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ، خبابؓ بن ارت، مصعبؓ بن عمیر اور دیگر صحابہ کرامؓ قرآنِ مجید کی تعلیم اور اشاعت میں مصروف رہے۔ مکی دور کے ایسے مقامات اور حلقہ جات کو دعوت وتبلیغ کے مراکز سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جہاں حالات کی نزاکت اور ضرورت کے مطابق کسی نہ کسی انداز میں قرآنِ مجید کی تعلیم دی جاتی تھی یا قرآن کی تلاوت کی جاتی تھی۔ ذیل کی سطور میں مکی دور کے چند دعوتی وتبلیغی مراکز کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے، جہاں پر رسول اکرم اور صحابہ کرامؓ نے کسی نہ کسی حیثیت میں فریضہ دعوت انجام دیا۔

☆ لیکچرر گورنمنٹ ڈگری کالج، قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالہ

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

❶ مسجد ابی بکرؓ

مکی دور میں دعوت وتبلیغ کا اوّلین مرکز حضرت صدیق اکبرؓ کی وہ مسجد تھی جو آپؓ نے اپنے گھر کے صحن میں بنا رکھی تھی۔ابتدا میں یہ ایک کھلی جگہ تھی جس میں آپؓ قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھا کرتے تھے۔عام طور پر آپؓ بلند آواز سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے تو کفار ومشرکین مکہ کے بچے اور عورتیں ان کے گرد جمع ہوکر قرآن سنتے، جس سے ان کا دل خود بخود اسلام کی طرف مائل ہوتا۔

یہ صورتِ حال مشرکینِ مکہ کو بھلا کب گوارا تھی، چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو سخت اذیت میں مبتلا کیا جس کی وجہ سے آپؓ نے مکہ سے ہجرت کا ارادہ کرلیا۔مگر راستے میں قبیلہ قارہ کے رئیس ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی۔اس نے پوچھا: اے ابوبکرؓ! کدھر کا ارادہ ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ میری قوم نے مجھے ہجرت پر مجبور کردیا ہے، اب دنیا کی سیر کروں گا اور کسی گوشہ میں اطمینان سے اپنے ربّ کی عبادت کروں گا،مگر ابن الدغنہ یہ کہہ کر آپ کو واپس لے آیا کہ آپؓ جیسے باکردار شخص کو ہجرت پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور پھر حضرت ابوبکرؓ کیلئے اپنی پناہ کا اعلان کیا۔ابوبکرؓ واپس تشریف لے آئے اور گھر کے صحن میں باقاعدہ مسجد بنالی، صحیح بخاری میں ہے:

> ثم بدأ لأبی بکرؓ فابتنٰی مسجدا بفناء داره وبرز فکان یصلی فیه ویقرأ القرآن (۱) ''پھرابوبکرؓ نے اپنے مکان کے باہر صحن میں ایک مسجد بنائی،اوراس میں نماز اورقرآن پڑھتے تھے۔''

مسجدِ ابی بکرؓ میں نہ کوئی مستقل معلم مقرر تھا اور نہ کوئی باقاعدہ طالب علم تھا۔البتہ یہ مسجد تلاوتِ قرآن اور اشاعتِ قرآن کیلئے مکی دور کی اوّلین درس گاہ اور تبلیغی مرکز قرار دی جاسکتی ہے جہاں پر کفارِ مکہ کے بچے بچیاں اور عورتیں قرآن کے آفاقی پیغام کو لحن صدیقیؓ میں سنتے تھے اور مائل بہ اسلام ہوتے تھے۔چنانچہ ابن اسحٰق حضرت عائشہؓ کی سند سے روایت کرتے ہیں:

> وکان رجلا رقیقا، إذا قرأ القرآن استبکی، فیقف علیه الصبیان والعبید والنساء، یعجبون لما یرون من هیئته، فمشی رجال من قریش إلی ابن الدغنة، فقالوا: یا ابن الدغنة ، إنك لم تجر هذا الرجل لیؤذینا ! إنه رجل إذا صلی وقرأ ماجاء به محمدﷺ یرق ویبکی، وکانت له هیئته

© rasailojaraid.com

ونحو فنحن نتخوّف على صبياننا ونسا ئنا وضعفتنا أن يفتنهم، فأتِهِ فمُرہ: أن يدخل بيته فليصنع فيه ماشاء

''حضرت ابوبکرؓ رقیق القلب انسان تھے، جب قرآن پڑھتے تو روتے،اس وجہ سے آپؓ کے پاس لڑکے،غلام اورعورتیں کھڑی ہوجاتیں،اور وہ آپؓ کی اس کیفیت کو پسند کرتے۔قریش کے چندلوگ ابن الدغنہ کے پاس گئے اوراس سے کہا:اے ابن الدغنہ! تونے اس شخص کواس لئے تو پناہ نہیں دی تھی کہ وہ ہمیں تکلیف پہنچائے۔وہ ایسا شخص ہے کہ جب نماز میں وہ کلام پڑھتا ہے جومحمد ﷺ لایا ہےتو اس کا دل بھرآتا ہےاوروہ روتا ہے۔اس کی ایک خاص ہیئت اورطریقہ ہے جس کی وجہ سے ہمیں بچوں،عورتوں اور دیگر لوگوں کے متعلق خوف ہے کہ کہیں یہ انہیں فتنے میں نہ ڈال دے۔اس لئے تو اس کے پاس جااور کہہ کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہےاوراس میں جو چاہے کرے''۔

چنانچہ ابن الدغنہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا تو آپؓ اس طریقے سے باز آجائیں یا پھرمیری پناہ مجھے واپس لوٹادیں۔حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

''میں نے تیری پناہ تجھے واپس کردی، میرے لئے اللہ کی پناہ کافی ہے۔''(۲)

❷ بیت فاطمہ بنتِ خطابؓ

حضرت فاطمہ بنتِ خطابؓ،حضرت عمر بن خطابؓ کی بہن ہیں، جنہوں نے ابتدائی دور میں ہی اپنے خاوندسعیدؓ بن زیدسمیت اسلام قبول کرلیا۔یہ دونوں میاں بیوی اپنے گھر میں ہی حضرت خبابؓ بن ارت سےقرآن مجید کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔حضرت عمرؓ ایک دن اسلام لانے سے پہلے گلے میں تلوارحمائل کئے رسول اللہ ﷺ کے قتل کے ارادے سے نکلے،لیکن رستے میں اپنی بہن اور بہنوئی کے مسلمان ہونے کی خبرملی تو انتہائی غصے کی حالت میں تلوار ہاتھ میں لیکر ان کے مکان پر پہنچے تو ان کوقرآن کی تلاوت اورتعلیم میں مشغول پایا۔ابن اسحٰق کی روایت ہے:

وعند هما خبابؓ بن الأرت، معه صحيفة فيها: 'طٰه' يقرئهما إياها(۳)

''ان دونوں کے پاس خبابؓ بن الارت تھے،جن کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی جووہ اِن دونوں کو پڑھا رہے تھے۔''

سیرتِ حلبیہ میں حضرت عمرؓ کی زبانی منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بہنوئی کے یہاں دومسلمانوں کے کھانے کا انتظام کیا تھا:ایک خباب بن الارتؓ اور دوسرے کا نام مجھے یاد

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

نہیں، خباب بن الارتؓ میری بہن اور بہنوئی کے پاس آتے جاتے تھے اور ان کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔(۴)

اس سلسلہ میں حضرت عمرؓ کا یہ بیان ہے:

وكان القوم جلوسا يقرء ون صحيفة معهم (۵)

''اور ایک جماعت بیٹھ کر صحیفہ پڑھ رہی تھی جو ان کے پاس موجود تھا۔''

بیتِ فاطمہ بنتِ خطابؓ کو مکی دور میں قرآنِ مجید کی تعلیم اور اشاعت کا مرکز کہا جاسکتا ہے جہاں کم از کم دو طالب علم اور ایک معلم تھا۔ اور اگر حضرت عمرؓ کے بیان میں لفظ 'قوم' کا اعتبار کیا جائے تو یقینی طور پر یہاں قرآن پڑھنے والی ایک پوری جماعت کا پتہ چلتا ہے۔

❸ دارِ ارقمؓ

حضرت ارقم بن ابی الارقمؓ سابقون اوّلون اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔

وكانت داره على الصفا (۸) ''مکہ میں ان کا مکان کوہِ صفا کے اوپر تھا۔''

دارِ ارقم☆ کے نام سے شہرت حاصل کرنے والے اس مکان کو اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یہ مکان 'دارالاسلام' کے متبرک لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔(۹)

آپؓ کے بیٹے عثمان بن ارقم، جو ثقہ محدث ہیں، کہا کرتے تھے:

أنا ابن سبع الاسلام، أسلم أبی سابع سبعة (۶)

''میں (عثمان) ایک ایسی ہستی کا فرزند ہوں جنہیں اسلام میں ساتواں درجہ حاصل ہے، میرے والد اسلام قبول کرنے والے ساتویں آدمی ہیں۔''

حافظ ابن حجرؒ نے بھی 'الاصابہ' میں ابن سعد کے قول کو ہی اختیار کیا ہے تاہم ابن الاثیر کے

☆ لفظ 'دار' عموماً بڑے گھروں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ 'بیت' یا 'منزل' بھی اگرچہ عربی الفاظ ہیں مگر ان کی حیثیت 'دار' سے کم تر ہے۔ دار سے مراد ایسا مکان یا رہائش گاہ ہے جس کی چاردیواری بالکل محفوظ ہو۔ جس میں خواب گاہیں، صحن اور کمرے ہوں۔(i) ابن منظور نے 'لسان العرب' میں ابن جنی کا قول نقل کیا ہے کہ جہاں لوگ محفوظ اور آزادانہ گزر بسر کرسکتے ہوں، اسے 'دار' کہتے ہیں۔(ii)

(i) تاج العروس، فصل الباء من باب التاء، ۵۲۹/۱

(ii) ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، 'لسان العرب'، دار، ۲۹۸/۴، نشر ادب الحوزہ، قم، ایران، ۱۴۰۵ھ

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

مطابق حضرت ارقمؓ کا قبولِ اسلام میں دسواں یا بارہواں نمبر ہے۔(۷)

البتہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت ارقمؓ☆ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے ابتدائی دور میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔

☆ حضرت ارقمؓ کا تعلق قبیلہ بنومخزوم سے تھا۔کنیت ابوعبداللہؓ اور سلسلۂ نسب اس طرح ہے: ارقمؓ بن (ابی الارقم) عبدمناف بن (ابی جندب) اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم(i) حضرت ارقمؓ کی والدہ کا نام تماضر بنت خدیم تھا جو قبیلہ بنوسہم بن عمرو بن ہصیص سے تعلق رکھتی تھیں۔(ii) حضرت ارقمؓ کا قبیلہ بنومخزوم قریش مکہ کے سرکردہ اور بااثر قبائل میں سرفہرست تھا۔ اس قبیلے کے جدامجد مخزوم بن یقظہ کا سلسلہ نسب تیسری پشت میں رسول اللہ ﷺ کے سلسلہ نسب سے جاملتا ہے۔ یقظہ، مرہ بن کعب کا بیٹا تھا اور سرتاجِ قریش قصی (جو ہاشم بن عبدمناف کا باپ تھا) کا باپ کلاب بن مرہ بن کعب کا ہی بیٹا تھا۔(iii) رسول اللہ ﷺ کے والدِ گرامی عبداللہ بن عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ فاطمہ (بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ) کا تعلق بھی بنومخزوم ہی سے تھا۔(iv) حضرت ارقمؓ امیر معاویہؓ کے عہدِ حکومت میں ۵۵ھ اور ایک روایت کے مطابق ۵۳ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے، اس وقت ان کی عمر اسی یا پچاسی برس تھی۔ آپ کی وصیت کے مطابق سعدؓ بن ابی وقاص نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔(v) امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری کا قول ہے: "وكان الأرقم من آخر أهل بدر وفاة"(vi) ''حضرت ارقمؓ بدری صحابہ میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔''

حضرت ارقمؓ نے وقف علی الاولاد کے طور پر اپنے گھر کو فی سبیل اللہ وقف کردیا تھا۔حضرت ارقمؓ نے اپنے گھر کو وقف فی سبیل قرار دینے سے متعلق جو نوشتہ تحریر کیا تھا، امام حاکم نے وہ عبارت نقل کی ہے، وہ عبارت یہ تھی:

بسم الله الرحمن الرحيم: هذا ما قضىٰ الأرقمؓ في ربعة ما حاز الصفا إنها صدقة بمكانها من الحرم، لا تُباع، ولا تورث شهد هشام بن العاص ومولىٰ هشام بن العاص(vii)

''یہ وہ فیصلہ ہے جو ارقمؓ نے اپنی حویلی کے متعلق دیا جو کہ کوہِ صفا کے ساتھ واقع ہے۔حرم کے قریب ہونے کے باعث یہ حویلی مثل حرم محترم قرار دی جاتی ہے۔ نہ یہ فروخت ہوگی، نہ وراثت میں دی جائے گی۔اس پر ہشام بن عاص اور مولیٰ ہشام بن عاص گواہ ہیں۔''

(i) الاستیعاب، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۱/۱۳۱

(ii) ایضاً، اسدالغابہ، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۱/۶۰، المستدرک، تذکرۃ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۵۰۲/۳

(iii) ابن حزم، ابومحمد علی احمد بن سعید، ''جمہرۃ أنساب العرب''، ص:۱۴۱، دارالمعارف، قاہرہ

(iv) جمہرۃ الانساب، ص:۱۴۱، ۱۵ (v) اسدالغابہ، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۱/۶۰

(vi) المستدرک، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۵۰۲/۳ (vii) المستدرک، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۵۰۳/۳

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

مشرکین مکہ جب اسلام کے پھیلاؤ کو کسی طرح بھی نہ روک سکے تو انہوں نے کمزور ضعفاءِ اسلام پر عرصۂ حیات تنگ کردیا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو بیت اللہ میں آزادانہ نماز ادا کرنے سے روکتے، ذکر الٰہی اور تلاوتِ قرآن میں خلل انداز ہوتے، دست درازی کرتے اور اکثر ان کا رویہ انتہائی گستاخانہ ہوتا تھا۔ حالات اس قدر نازک ہوچکے تھے کہ مسلمانوں کے لئے گوشوں اور گھاٹیوں تک میں محفوظ اور آزادانہ طور پر عبادت اور نماز کا ادا کرنا ممکن نہ تھا۔ ابن اسحٰق کا بیان ہے:

''ایک دفعہ مسلمان مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مشرکین کے ایک گروہ نے انہیں دیکھ لیا اور ان کو سخت سست کہنا شروع کیا۔ بات بڑھتے بڑھتے لڑائی تک پہنچ گئی اور حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے ایک شخص کو اونٹ کی ہڈی کھینچ ماری، جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ یہ پہلا خون تھا جو اسلام کے لئے بہایا گیا۔ (۱۰)''

یہ وہ سنگین حالات تھے جن میں رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو لے کر دارِارقم میں پناہ گزین ہوگئے تاکہ مسلمان پورے انہماک سے اپنے ربّ کے حضور اپنی جبین نیاز کو جھکا سکیں، چنانچہ جلد ہی دارِارقم اسلام اور دعوتی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا، جہاں پر نہ صرف لوگوں کو دائرۂ اسلام میں داخل کیا جاتا تھا بلکہ ان کی مناسب تعلیم وتربیت اور تزکیۂ نفس بھی کیا جاتا تھا، ابن سعد کی روایت ہے:

كان النبیﷺ يسكن فيها في أول الاسلام وفيها يدعو الناس إلى الاسلام فأسلم فيها قوم كثير (۱۱)

''رسول اللہ ﷺ ابتداے اسلام میں ہی اس مکان (دارِ ارقمؓ) میں رہتے تھے، لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور بہت سے لوگوں نے یہاں اسلام قبول کیا۔''

ابن جریر طبری بھی مکی عہد نبوت میں 'دارِ ارقم' کو دعوتی سرگرمیوں کا مرکز قرار دیتے ہیں جہاں پر کثیر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ چنانچہ حضرت ارقمؓ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكان داره على الصفا، وهي الدار التی كان النبیﷺ يكون فيها في أول الاسلام وفيها دعا الناس إلي الاسلام فأسلم فيها قوم كثير (۱۲)

''حضرت ارقمؓ کا گھر کوہِ صفا پر واقع تھا اور یہی وہ گھر ہے جہاں آغازِ اسلام میں رسول اللہ ﷺ رہا کرتے تھے۔ یہیں پر آپ ﷺ لوگوں کو دعوتِ اسلام دیا کرتے تھے اور یہاں پر بہت سے لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔''

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

ابن عبدالبر اپنی شہرۂ آفاق کتاب 'الاستیعاب' میں حضرت ارقمؓ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

وفی دار الأرقمؓ بن أبی الأرقم هذا کان النبیﷺ مستخفیا من قریش بمکة یدعو الناس فیها إلی الاسلام فی أول الاسلام حتیٰ خرج عنها، وکانت داره بمکة علی الصفا فأسلم فیها جماعة کثیرة (۱۳)

''یہ ارقم بن ابی ارقمؓ وہی ہیں جن کے گھر میں رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں قریش سے پوشیدہ مقیم رہتے تھے۔ کھل کر سامنے آنے سے قبل اسلام میں آپ ﷺ یہاں پر لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ حضرت ارقمؓ کا یہ مکان مکہ میں کوہِ صفا پر واقع تھا، چنانچہ یہاں پر بہت بڑی جماعت نے اسلام قبول کیا۔''

❑ دارِ ارقم کے مرکزِ اسلام بننے کے بعد دعوت وتبلیغ کا کام اب قدرے اطمینان کے ساتھ مشرکین کی نظروں سے اوجھل انجام پانے لگا۔ دعوتِ اسلام کا یہ مرحلہ وہ ہے جس میں مکہ مکرمہ کے بے کس، زیردست اور غلام اس نئی تحریک میں اپنی دنیا وآخرت کی نجات تصور کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں۔ ابن الاثیر نے حضرت عمار بن یاسرؓ اور صہیب رومیؓ کے قبولِ اسلام کے متعلق ایک بڑا دلچسپ واقعہ تحریر کیا ہے:

ایک دن یہ دونوں حضرات چھپتے چھپاتے اور دبے پاؤں دارِ ارقم کے دروازہ پر اکٹھے ہوجاتے ہیں، حیرت واستعجاب سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں پھر گفتگو کا رازدارانہ انداز شروع ہوجاتا ہے۔ عمار بن یاسرؓ خود بیان کرتے ہیں:

''میں نے صہیبؓ رومی سے پوچھا: تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟...... صہیبؓ نے کہا: تم کیوں کھڑے ہو؟ میں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤں اور ان کی باتیں سنوں۔ صہیبؓ نے کہا: میں بھی تو یہی چاہتا ہوں۔''

چنانچہ یہ دونوں حضرات اکٹھے ہی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔ ان بزرگوں کا اسلام تیس سے کچھ زائد آدمیوں کے بعد ہوا۔ (۱۴)

❑ دارِ ارقم نہ صرف ضعفاءِ اسلام کی جائے پناہ تھی بلکہ یہاں صحابہ کرامؓ کی تعلیم وتربیت کے ساتھ اجتماعی طور پر عبادات، ذکر اللہ اور دعاؤں کا سلسلہ ہمہ وقت جاری رہتا تھا۔ اس میں وہ دعا خصوصیت سے قابل ذکر ہے جو رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطابؓ اور (ابوجہل) عمرو بن ہشام میں سے کسی ایک کے قبولِ اسلام کے لئے مانگی تھی۔ ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ ایک دن

© rasailojaraid.com

حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے (معاذ اللہ) روانہ ہوئے، راستہ میں اپنی بہن فاطمہ بنتِ خطابؓ کے گھر سورہ طٰہٰ کی تلاوت سنی تو کایا ہی پلٹ گئی۔ ان کو مائل بہ اسلام دیکھ کر حضرت خبابؓ بن ارت نے انہیں خوشخبری کے انداز میں بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دارِارقم میں یہ دعا کرتے سنا ہے

اللّٰهم أيد الاسلام بأبي الحكم بن هشام أو بعمر بن الخطاب (۱۵)

''اے اللہ! ابوالحکم بن ہشام یا عمر بن خطابؓ سے اسلام کی تائید فرما......''

چنانچہ حضرت عمرؓ یہاں سے سیدھے دارِارقم پہنچے اور اسلام قبول کرلیا۔

❑ دارِارقم 'دارالاسلام' ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے لئے 'دارالشوریٰ' بھی تھا۔ پہلی اور دوسری ہجرت حبشہ جیسے اہم معاملات بھی اسی جگہ باہمی مشاورت ہی سے انجام پائے۔ ابن ہشام کے الفاظ اس مجلس مشاورت کی صاف غمازی کررہے ہیں:

قال لهم: لو خرجتم إلى أرض الحبشة فإن بها ملكا لايظلم عنده أحد، وهي أرض صدق،حتى يجعل الله لكم فرجا مما أنتم فيه (۱۶)

''رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: اگر تم سرزمین حبشہ کی طرف نکل جاؤ تو وہاں ایک بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ وہ سچائی کی سرزمین ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس مشکل سے نجات دلادے جس میں تم گرفتار ہو......''

ان الفاظ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ خطاب صحابہ کرامؓ کے کسی اجتماع سے ہی ہوگا جو دارِ ارقم میں انعقاد پذیر ہوگا۔ اسی طرح ایک روز رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ جمع ہوئے اور باہمی مشاورت سے طے کیا کہ قریش نے قرآن کو اپنے سامنے بلند آواز سے پڑھتے ہوئے کبھی نہیں سنا، لہٰذا کوئی ایسا شخص ہو جو یہ فریضہ انجام دے۔ چنانچہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے یہ ذمہ داری قبول کی اور قریش کو ان کی مجلس میں جاکر قرآن کی طرف دعوت دی۔ (۱۷)

اگرچہ یہ تفصیل معلوم نہیں ہوسکی کہ صحابہ کرامؓ کی یہ مجلس مشاورت کہاں پر منعقد ہوئی تاہم گمان یہی ہے کہ یہ مجلس مشاورت دارِارقم ہی میں قائم ہوئی ہوگی، کیونکہ اس کے علاوہ صحابہ کا اجتماع کسی اور جگہ پر مشکل تھا۔

ابتدائی دور کے تذکرہ نگار اور مؤرخین رسول اللہ ﷺ کے دارِارقم میں فروکش ہونے کو اتنا اہم اور انقلابی واقعہ تصور کرتے ہیں کہ واقعاتِ سیرت وتذکرۂ صحابہ میں وہ یہ کہتے ہوئے سنائی

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

دیتے ہیں کہ یہ واقعہ دارِارقم میں داخل ہونے سے قبل کا ہے اور یہ اس کے بعد کا ہے۔ گویا جس طرح عام الفیل اور حلف الفضول جیسے واقعات کے حوالے سے اہل مکہ اپنی معاصر تاریخ کے واقعات کا تعین کرتے تھے، مسلمان مؤرخین بھی مکی عہدِ نبوت میں سیرت وتاریخ اسلام کے واقعات کا تذکرہ اور اندراج بھی ہادیٔ اسلام ﷺ کے دارِارقم میں فروکش ہونے کے حوالے سے کرتے ہیں۔ مثلاً مؤرخ ابن اثیر نے مسعودؓ بن ربیعہ، عامرؓ بن فہیرہ، معمرؓ بن حارث وغیرہ کے تراجم (تذکروں) میں تصریح کی ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے دارِارقم میں منتقل ہونے سے قبل مسلمان ہوچکے تھے۔ اسی طرح مصعبؓ بن عمیر، صہیبؓ بن سنان، طلیبؓ بن عمیر، عمار بن یاسرؓ، عمر فاروقؓ وغیرہ کے تذکروں میں ابن اثیر نے تصریح کی ہے کہ یہ لوگ دارِارقم میں جاکر اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے تھے۔ (۱۸)

ابن سعد نے مہاجرین مکہ میں سے اوّلین وسابقین اسلام کے قبول دینِ حق کو دو مرحلوں میں تقسیم کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ وہ حضرات کون کون تھے جو دارِارقم کو دعوتِ دین کا مرکز بنانے کے بعد حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ ابن سعد نے مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ کے تذکروں میں یہ بات خصوصیت سے ذکر کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے دارِارقم میں تشریف فرما ہونے سے قبل اسلام قبول کرچکے تھے: حضرت خدیجہؓ، ابوبکرؓ، عثمان غنیؓ، علی المرتضیٰؓ، زیدؓ بن حارثہ، عبیدہؓ بن حارث، ابو حذیفہؓ بن عتبہ، عبداللہؓ بن جحش، عبدالرحمنؓ بن عوف، عبداللہؓ بن مسعود، خبابؓ بن الارت، مسعودؓ بن ربیع، واقدؓ بن عبداللہ، عامرؓ بن فہیرہ، ابوسلمہؓ بن اسد، سعیدؓ بن زید، عامرؓ بن ربیعہ، خنیسؓ بن حذافہ، عبداللہؓ بن مظعون اور حاطبؓ بن عمرو۔

اسی طرح ابن سعد نے ان بزرگوں کی بھی نشاندہی ضروری سمجھی ہے جو دارِارقم کے اندر آکر رسول ﷺ کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان صحابہ کرامؓ میں حضرت صہیبؓ، عمار بن یاسرؓ، مصعبؓ بن عمیر، عمر بن خطابؓ، عاقلؓ بن ابی بکر، عامرؓ بن ابی بکر، ایاسؓ بن ابی بکر اور خالدؓ بن ابی بکر شامل ہیں۔ (۱۹)

ابن سعد کے اس طرزِ ترتیب سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک دارِارقم کو دین حق کی دعوتی وتبلیغی سرگرمیوں کا مرکز ومحور بنانے کا واقعہ ایک ایسا نقطہ تغیر ہے جس نے دنیا کی

© rasailojaraid.com

بے مثال اور انقلابی اسلامی تحریک کو ایک نیا رُخ عطا کرنے میں ایک محفوظ پناہ گاہ اور بے مثال تربیت گاہ کا کام دیا۔ اس بات پر تمام مؤرخین اور محققین کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عمر فاروقؓ کے قبولِ اسلام تک دارِارقم میں ہی مقیم رہے۔ جبکہ بعض روایات کے مطابق حضرت عمرؓ نے نبوت کے چھٹے سال میں اسلام قبول کیا تھا۔

البتہ مؤرّخین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ دارِارقم میں کب فروکش ہوئے اور کتنا عرصہ دارِارقم مسلمانوں کی پناہ گاہ کا کام دیتا رہا۔ اگرچہ بعض مؤرخین نے دارِارقم میں قیام کی مدت کے حوالے سے چھ ماہ اور ایک ماہ کے اقوال بھی نقل کئے ہیں (۲۰) لیکن اگر مآخذ کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دارِارقم میں رسول اللہ ﷺ کا قیام کافی مدت تک رہا۔ اگرچہ اس مدت کا تعین تو مشکل ہے اور یہ بتانا بھی ممکن نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کب دارِارقم میں پناہ گزین ہوئے، تاہم مؤرخین کے بعض نامکمل اشارات سے ہم اس مدت کا اندازہ ضرور کرسکتے ہیں مثلاً ابن اثیر حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کے واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> ''عمر بن خطاب تلوار لٹکائے گھر سے نکلے، ان کا ارادہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا تھا (معاذ اللہ)۔ مسلمان بھی آپ ﷺ کے ساتھ دارِارقم میں جمع تھے، جو کوہِ صفا کے پاس تھا۔ اس وقت آنحضرت ﷺ ان مسلمانوں میں سے تقریباً چالیس مردوزن کے ساتھ وہاں پناہ گزین تھے جو ہجرتِ حبشہ کے لئے نہیں نکلے تھے۔'' (۲۱)

ابن اثیر کے اس قول سے واضح ہوتا ہے:

① حضرت عمرؓ نے ہجرتِ حبشہ کے بعد اسلام قبول کیا جبکہ ابن قیمؒ نے تصریح کی ہے کہ پہلی ہجرت حبشہ ماہِ رجب سن ۵ نبویؐ میں پیش آئی۔ (۲۲)

② دارِارقم میں صرف وہ مسلمان پناہ گزین ہوئے تھے جو کسی وجہ سے حبشہ کی طرف ہجرت نہ کرسکے۔ لہٰذا ان باقی ماندہ مسلمانوں کی تعداد تقریباً چالیس تھی، نہ کہ اس وقت تک اسلام قبول کرنے والوں کی کل تعداد ہی چالیس تھی۔

پہلی اور دوسری ہجرتِ حبشہ کا فیصلہ دارِارقم ہی میں باہمی مشاورت سے ہوا تھا۔ اس لحاظ سے اگر حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام اور ہجرتِ حبشہ کے درمیانی عرصہ کو شمار کیا جائے تو وہ بھی ایک سال سے زائد ہی بنتا ہے۔ جبکہ یہ بدیہی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہجرتِ حبشہ سے کافی پہلے دارِ

© rasailojaraid.com

ارقم میں پناہ گزیں ہو چکے تھے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی ایک دو سالوں میں ہی رسول اللہ ﷺ دارِ ارقم میں مقیم ہو گئے تھے۔ مثلاً ابن اثیر عمار بن یاسرؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اپنے اسلام لانے کے بعد) دیکھا تو آپ ﷺ کے ساتھ صرف پانچ غلام، عورتیں اور ابوبکر صدیقؓ تھے۔" (۲۳)

مجاہد کا بیان ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ ابتدا میں اسلام قبول کرنے والے سات آدمیوں میں سے ایک تھے۔ (۲۴) جبکہ اس بات پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے دارِ ارقم میں جا کر اسلام قبول کیا۔ (۲۵) اس صورت میں تو رسول اللہ ﷺ کا ابتدائے اسلام ہی میں دارِ ارقم میں قیام پذیر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت حمزہؓ کا قبولِ اسلام: اسی طرح حضرت حمزہؓ نے کب اسلام قبول کیا؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں، بعض نے کہا ہے کہ اعلانِ نبوت کے پانچویں سال اور بعض نے اعلانِ نبوت کے چھٹے سال۔ لیکن علماء محققین کی تحقیق یہ ہے کہ آپؓ اعلانِ نبوت کے دوسرے سال مشرف بہ اسلام ہوئے۔ چنانچہ علامہ ابن حجرؒ جو فنِ رجال کے امام ہیں، تحریر فرماتے ہیں:

وأسلم في السنة الثانية من البعثة ولازم نصر رسول اللهﷺ وهاجر معه (۲۶) "آپؓ بعثت کے دوسرے سال ایمان لائے اور ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی مدد کرتے رہے اور آپ ﷺ کے ساتھ ہی ہجرت کی۔"

اگرچہ ابن حجرؒ نے ۶ نبوی کا قول بھی نقل کیا ہے لیکن 'قیل' کے ساتھ، جو ضعف پر دلالت کرتا ہے۔ علامہ ابن اثیرؒ لکھتے ہیں:

أسلم في السنة الثانية من المبعث (۲۷)
"آپ بعثت کے دوسرے سال ایمان لائے۔" ☆

حضرت عمرؓ نے حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے کے صرف تین دن بعد اسلام قبول کیا اور علماء محققین کی یہ رائے بھی بیان کی گئی ہے کہ صحیح قول کے مطابق حضرت حمزہؓ نبوت کے دوسرے سال مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت عمرؓ نے نبوت کے دوسرے

☆ پیر محمد کرم شاہ ازہری نے بڑے مضبوط دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت حمزہؓ نبوت کے دوسرے ہی سال مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو انکی تصنیف ضیاء النبی ﷺ: ۲/۲۵۶ تا ۲۵۸، لاہور ۲۰۰۰ء

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

سال حضرت حمزہؓ کے تین دن بعد رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر اسلام کی بیعت کی۔ اس قول کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ آپؓ سے پہلے اُنتالیس مرد مسلمان ہوچکے تھے۔ آپؓ کے مسلمان ہونے سے چالیس کا عدد پورا ہوا۔ حضرت عمرؓ کا بیان ہے:

> لقد رأيتني وما أسلم مع رسول الله ﷺ إلا تسعة وثلاثون وكمّلتهم أربعين (۲۸) ''میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف اُنتالیس آدمی اسلام لاچکے ہیں اور میں نے ایمان لاکر چالیس کا عدد مکمل کیا''

حاصل بحث یہ ہے کہ اگر محققین کے اس قول کا اعتبار کیا جائے کہ حضرت حمزہؓ اور عمرؓ نے نبوت کے دوسرے سال ہی اسلام قبول کرلیا تھا تو یہ حقیقت مزید واضح ہوجاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بہت ابتدا ہی میں دارِارقم کو اپنی دعوتی سرگرمیوں کا مرکز بناچکے تھے کیونکہ اس بات پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ان دونوں حضرات نے دارِارقم میں ہی جاکر اسلام قبول کیا تھا۔

مؤرخین اسلام اور سیرت نگاروں کی مذکورہ بالا تصریحات سے یہ حقیقت بالکل واضح ہوجاتی ہے:

① رسول اللہ ﷺ یہاں آنے والے طالبانِ حق کو دعوتِ اسلام دیتے تھے اور جو یہاں آیا فیض ہدایت پاکر ہی نکلا۔

② دارِ ارقم اہل اسلام کے لئے اطمینانِ قلب اور سکون کا مرکز تھا؛ بالخصوص نادار، ستائے ہوئے اور مجبور ومقہور اور غلام یہاں آکر پناہ لیتے تھے۔

③ یہاں پر ذکر اللہ اور وعظ وتذکیر کا فریضہ بھی مسلسل انجام پاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے جانثاروں کے ساتھ اجتماعی دعائیں بھی فرماتے تھے۔ حضرت خبابؓ کے بیان سے تو یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ محسن انسانیت یہاں راتوں کو بھی بندگانِ خدا کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور التجائیں فرماتے تھے۔

④ اس مکان میں مبلغین اسلام کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا تھا، تبلیغ کے آئندہ منصوبے بنتے تھے اور خود مبلغین کی تربیت کا کٹھن کام بھی انجام پاتا تھا۔ دارِارقم کے تربیت یافتہ معلّمین میں سے حضرت ابوبکرؓ، خبابؓ بن ارت، عبداللہؓ بن مسعود اور مصعبؓ بن عمیر خاص طور پر

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

قابل ذکر ہیں۔

⑤ دارِارقم مسلمانوں کے لئے دارالاسلام ہونے کے ساتھ ساتھ 'دارالشوریٰ' بھی تھا جس میں باہمی مشاورت سے آئندہ تبلیغ کے منصوبے بنتے تھے۔ ہجرتِ حبشہ کا فیصلہ بھی باہمی مشورہ سے یہیں پر طے ہوا اور اس جگہ کو تاریخ اسلام میں وہی مقام حاصل تھا جو قریش کے ہاں دارالندوۃ کو حاصل تھا۔

⑥ دارِ ارقم میں رسول اللہ ﷺ کا پناہ گزین ہونا ایک تاریخ ساز مرحلہ تھا اور یہ بھی حلف الفضول، حرب الفجار اور عام الفیل جیسا مہتم بالشان واقعہ تھا جس طرح کفارِ مکہ اپنی معاصر تاریخ کا تعین ان واقعات سے کرتے تھے، اسی طرح مسلمان مؤرخین بھی مکی عہدِ نبوت میں پیش آنے والے واقعات کا تعین دارِارقم میں رسول اللہ ﷺ کے داخل ہونے سے قبل اور بعد کے حوالے سے کرتے ہیں۔

⑦ حضرت ارقمؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بہت ابتدا ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ انہوں نے بہت ابتدا ہی میں اپنے مکان کو تبلیغی سرگرمیوں کے لئے وقف کردیا ہو اور آپ ﷺ ابتدائی سالوں میں ہی دارِارقم کو اپنی دعوتی سرگرمیوں کا مرکز بنا چکے ہوں۔

⑧ مؤرخین کے مختلف بیانات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ دارِارقم میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کی مدت ایک سال سے بہرحال زائد تھی۔

⑨ کفارِ مکہ مسلمانوں کے دارِ ارقم میں پناہ گزین ہونے سے پوری طرح واقف تھے، تاہم دارارقم کی اندرونی سرگرمیوں اور منصوبہ بندیوں سے وہ قطعاً ناواقف تھے۔

❹ شعبِ ابی طالب

کفارِ مکہ کو یہ خوش فہمی تھی کہ وہ اپنے وحشیانہ جبر وتشدد سے اسلام کی اس تحریک کو موت کی نیند سلا دیں گے، لیکن جب ان کی تمام مساعی اور تدبیروں کے باوجود اسلام کا دائرہ پھیلتا ہی چلا گیا اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت حمزہؓ اور عمرؓ جیسے لوگوں نے بھی اسلام قبول کرلیا اور نجاشی کے دربار میں بھی ان کے سفیروں کو ذلت آمیز ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے تو اس چوٹ نے کفارِ مکہ کو

© rasailojaraid.com

مزید حواس باختہ کر دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے طویل غور وخوض کے بعد متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے خاندان کو محصور کر کے تباہ کر دیا جائے، چنانچہ تمام قبائل نے ایک معاہدہ کیا کہ کوئی شخص خاندانِ بنی ہاشم سے قربت کرے گا، نہ ان کے ہاتھ خرید وفروخت کرے گا اور نہ ہی ان کے پاس کھانے پینے کا سامان جانے دے گا۔ یہ معاہدہ لکھ کر کعبۃ اللہ کے دروازے پر آویزاں کر دیا گیا۔[۲۹]

جناب ابو طالب مجبور ہو کر رسول اللہ ﷺ اور تمام خاندانِ بنی ہاشم سمیت شعبِ ابی طالب میں محرم سن ۷ نبویؐ میں محصور ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاندان سمیت اس حصار میں تین سال بسر کیے۔ ایامِ حج میں چونکہ تمام لوگوں کو اَمن تھا، اس لئے حج کے موسم میں رسول اللہ ﷺ شعبِ ابی طالب سے باہر نکل کر مختلف قبائل عرب کو دعوت دیتے، جبکہ باقی اوقات میں آپ ﷺ اسی گھاٹی میں مسلمانوں کی تربیت فرماتے۔ شعبِ ابی طالب میں خاندانِ بنی ہاشم کے علاوہ صحابہ کرامؓ کی موجودگی کے اشارات بھی ملتے ہیں۔ امام سُہیلی نے سعد بن ابی وقاصؓ کا بیان نقل کیا ہے...... سعد بن ابی وقاصؓ خود بھی محصورین میں شامل تھے...... وہ فرماتے ہیں:

> لقد جُعت حتی أني وطئت ذات لیلة علی شيئ رطب ووضعته في فمي وبلعته وما أدري ما هو إلی الان[۳۰]

> ''میں ایک دن از حد بھوکا تھا، رات کو اندھیرے میں میرا پاؤں کسی گیلی چیز پر آ گیا۔ میں نے اسے اُٹھا کر منہ میں ڈالا اور نگل لیا۔ مجھے اتنی ہوش بھی نہ تھی کہ میں پتہ کرتا کہ وہ کیا چیز ہے اور اب تک مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں۔''

اسی طرح حضرت عتبہ بن غزوانؓ نے ایک دفعہ خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

> فلقد رأیتنی سابع سبعة مع رسول اللّٰہ ﷺ، ما لنا طعام نأکله إلا ورق الشجر، حتی قرحت أشداقنا[۳۱]

> ''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتواں مسلمان تھا اور ہمارے پاس کھانے کے لئے درختوں کے پتوں کے سوا کچھ نہ تھا، حتیٰ کہ ہمارے جبڑے زخمی ہو گئے۔''

یہ اور اسی نوعیت کی وہ تمام حدیثیں جن میں صحابہؓ کی زبان سے مذکور ہے کہ ہم گھاس اور پتے کھا کر گزر بسر کرتے تھے، یہ اسی زمانہ کا واقعہ ہے۔ اس نوع کی احادیث سے جہاں محصوری کے اس دور میں صحابہ کرامؓ کی مشکلات کا پتہ چلتا ہے وہاں شعبِ ابی طالب میں صحابہ کرامؓ کی

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

موجودگی کا بھی واضح طور پر اشارہ ملتا ہے۔محصوری کے اس دور میں جس قدر وحی نازل ہوئی، یقیناً شعبِ ابی طالب میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس کی تعلیم دی ہوگی اور یہاں صحابہ کرامؓ بھی دینی اُمور پر تبادلہ خیال کرتے ہوں گے۔ اس لحاظ سے شعبِ ابی طالب کو بھی مکی عہد ِنبوت کا ایک دعوتی مرکز قرار دیا جاسکتا ہے۔ جہاں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ عرصہ تین سال تک تعلیم وتعلّم اور دعوت وتبلیغ میں مشغول رہے۔

ہجرت سے قبل مدینہ کے اہم دعوتی وتبلیغی مراکز

بیعتِ عقبہ اولیٰ کے بعد مدینہ منورہ میں اسلام انتہائی سرعت کے ساتھ پھیلا۔ بالخصوص حضرت مُصعبؓ بن عمیر کے خوبصورت اور دلکش اسلوبِ دعوت کی بدولت انصار کے دونوں قبائل اوس وخزرج کے عوام اور اَعیان واَشراف جوق درجوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔اور ہجرتِ عامہ سے دوسال قبل ہی وہاں مساجد کی تعمیر اور قرآن کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہوچکا تھا۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے:

> لقد لبثنا بالمدينة قبل أن يقدم علينا رسول الله ﷺ سنتين، نعمر المساجد ونقيم الصلوٰة (۳۲) ''ہمارے یہاں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے دوسال پہلے ہی ہم لوگ مدینہ میں مساجد کی تعمیر اور نماز کی ادائیگی میں مشغول تھے''۔

اس دوسالہ درمیانی مدت میں تعمیر شدہ مساجد میں نماز کی امامت کروانے والے صحابہ کرامؓ ہی معلم کی خدمات بھی انجام دیتے تھے۔اسی دوران مدینہ منورہ میں تین مستقل درسگاہیں بھی قائم ہوچکی تھیں اور ان میں باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ چونکہ اس وقت تک صرف نماز ہی فرض ہوئی تھی، اس لئے قرآنِ مجید کے ساتھ عموماً نماز کے احکام ومسائل اور مکارمِ اخلاق کی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہ تینوں درس گاہیں اس طرح اہل مدینہ کی دینی ضروریات کو اس انداز میں پورا کررہی تھیں کہ شہر مدینہ اور اس کے انتہائی کناروں اور آس پاس کے مسلمان آسانی سے وہاں تعلیم حاصل کرسکتے تھے۔

پہلی درسگاہ قلبِ شہر میں مسجدِ بنی زُریق تھی۔دوسری درسگاہ مدینہ کے جنوب میں تھوڑے فاصلے پر قبا میں تھی اور تیسری درسگاہ مدینہ کے شمال میں کچھ فاصلے پر نقیع الخضمات نامی

© rasailojaraid.com

علاقے میں تھی۔ ان تین مستقل تعلیمی مراکز کے علاوہ انصار کے مختلف قبائل اور آبادیوں میں قرآن اور دینی احکام کی تعلیم جاری تھی۔ اور ان کے معلم و منتظم انصار کے رؤسا اور با اثر حضرات تھے۔ مکہ مکرمہ میں ضعفاء ومساکین نے سب سے پہلے دعوتِ اسلام پر لبیک کہا اور سردارانِ قریش کے مظالم اور جبر وتشدد کا نشانہ بنے جبکہ مدینہ منورہ کے مسلمانوں کا معاملہ اس کے برعکس تھا۔ یہاں سب سے پہلے سردارانِ قبائل نے برضا ورغبت اسلام قبول کیا اور دعوتی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ بالخصوص قرآنِ مجید کی اشاعت اور تعلیم کا معقول انتظام کیا۔ قبل از ہجرت مدینہ میں جو درسگاہیں تعلیم قرآن کا مرکز تھیں، ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

❶ درسگاہِ مسجد بن زریق

مدینہ منورہ میں تعلیم قرآن کا اوّلین مرکز اور درسگاہ مسجدِ بنی زریق تھی۔ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

فأول مسجد قرئ فيه القرآن بالمدينة مسجد بني زريق (۴۳)

''مدینہ میں سب سے پہلے جس مسجد میں قرآن پڑھا گیا، وہ مسجدِ بنی زریق ہے۔''

اس درسگاہ کے معلم حضرت رافعؓ بن مالک زرقی قبیلہ خزرج کی شاخ بنی زریق سے تھے۔ بیعت عقبہ اولیٰ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور دس سال کی مدت میں جس قدر قرآن نازل ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو عنایت فرمایا جس میں سورۂ یوسف بھی تھی۔ وہ اپنے قبیلے کے نقیب اور رئیس تھے۔ انہوں نے مدینہ واپس آنے کے بعد ہی اپنے قبیلے کے مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم پر آمادہ کیا اور آبادی میں ایک بلند جگہ (چبوترے) پر تعلیم دینا شروع کی۔ مدینہ میں سب سے پہلے سورۂ یوسف کی تعلیم حضرت رافعؓ ہی نے دی تھی۔ جب مکہ میں سورۃ طٰہٰ نازل ہوئی تو انہوں نے اسے لکھا اور مدینہ لے آئے اور بنی زریق کو اس کی تعلیم دی اور یہاں کے پہلے معلم ومقری یہی تھے۔ بعد میں اسی چبوترہ پر مسجدِ بنی زریق کی تعمیر ہوئی جو قلبِ شہر میں مصلّٰی (مسجدِ غمامہ) کے قریب جنوب میں واقع تھی۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لانے کے بعد حضرت رافعؓ کی تعلیمی ودینی خدمات اور ان کی سلامتی طبع کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ (۴۴)

اس درسگاہ کے استاد اور اکثر شاگرد قبیلہ خزرج کی شاخ بنی زریق کے مسلمان تھے۔

© rasailojaraid.com

❷ قبا کی درسگاہ

دوسری درسگاہ مدینہ کے جنوب میں تھوڑے فاصلے پر مقامِ قبا میں تھی، جہاں بعد میں مسجد کی تعمیر ہوئی۔ بیعتِ عقبہ کے بعد بہت سے صحابہ کرامؓ جن میں ضعفاءِ اسلام کی اکثریت تھی، مکہ سے ہجرت کر کے مقامِ قبا میں آنے لگے اور قلیل مدت میں ان کی اچھی خاصی تعداد ہوگئی۔ ان میں حضرت سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ قرآن کے سب سے بڑے عالم تھے، وہی ان حضرات کو تعلیم دیتے تھے اور امامت بھی کرواتے تھے۔ یہ تعلیمی سلسلہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری تک جاری تھا۔عبدالرحمٰنؓ بن غنم کا بیان ہے:

حدثنی عشرة من أصحاب رسول اللّٰہ ﷺقالوا: کنا نتدارس العلم في مسجد قبا إذ خرج علینا رسول اللّٰہﷺ، فقال: تعلّموا ماشئتم إن تعلّموا فلن یأجرکم اللّٰہ حتی تعملوا (۳۵)

''رسول اللہ ﷺ کے کئی صحابہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم لوگ مسجد قبا میں علم دین پڑھتے پڑھاتے تھے۔اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: تم لوگ جو چاہو پڑھو، جب تک عمل نہیں کرو گے، اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اجر وثواب نہیں دے گا۔''

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبا کے مہاجرین میں متعدد حضرات قرآن کے عالم ومعلم تھے۔ان میں حضرت سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ سب سے زیادہ علم رکھتے تھے اور وہی امامت کے ساتھ تدریسی خدمت میں بھی نمایاں تھے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے:

لما قدم المهاجرون الأولون العصبة (موضع بقباء) قبل مقدم رسول اللّٰہ ﷺ کان سالمؓ مولٰی أبی حذیفہؓ یؤم المهاجرین الأولین فی مسجد قباء وکان أکثرهم قرآنا (۳۶)

''رسول اللہ ﷺ کے آنے سے پہلے مہاجرین اوّلین کی جماعت جب عصبہ آئی، جو قبا کی ایک جگہ ہے، تو مسجدِ قبا میں ان لوگوں کی امامت سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ کرتے تھے، وہ ان میں قرآن کے سب سے بڑے عالم تھے۔''

حضرت سالمؓ جنگِ یمامہ میں مہاجرین کے علمبردار تھے،بعض لوگوں کو ان کی قیادت میں کلام ہوا تو انہوں نے کہا: بئس حامل القرآن أنا (یعنی إن فررت)

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

''اگر میں جنگ سے فرار ہوا تو برا حامل قرآن ہوں گا۔''

اور غزوہ کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور وہ بھی زخمی ہوگیا تو بغل میں لے لیا اور جب زخمی ہو کر گر گئے تو اپنے آقا حضرت ابوحذیفہؓ کا حال دریافت کیا۔ جب معلوم ہوا کہ وہ شہید ہوگئے ہیں تو کہا کہ مجھے انہی کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ حضرت ابوحذیفہؓ نے سالمؓ کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔(۳۷)

ان تصریحات سے حضرت سالمؓ کے علم و فضل اور قرآن میں ان کے امتیاز کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے اور یہ کہ وہی قبا کی درسگاہ میں تعلیمی اور تدریسی خدمات انجام دیتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو قرآن کے جن چار علما اور قاریوں سے قرآن پڑھنے کی تاکید فرمائی ان میں سے ایک حضرت سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ بھی تھے۔☆

یہاں حضرت ابوخیثمہ سعد بن خیثمہ اوسیؓ کا مکان گویا مدرسہ قبا کے طلبہ کے لئے دارالاقامہ تھا۔ وہ اپنے قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے نقیب و رئیس تھے۔ بیعتِ عقبہ کے موقع پر اسلام لائے، مجرد تھے اور ان کا مکان خالی تھا، اس لئے اس میں ایسے مہاجرین قیام کرتے جو اپنے بال بچوں کو مکہ مکرمہ چھوڑ کر آئے تھے یا جن کے آل اولاد نہیں تھی۔ اس وجہ سے ان کے مکان کو 'بیت الاعزاب' یعنی کنواروں کا گھر کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ہجرت کے وقت قبا میں حضرت کلثوم بن ہدمؓ کے مکان میں فروکش تھے۔ اسی کے قریب حضرت سعد بن خیثمہؓ کا گھر تھا۔ رسول اللہ ﷺ وقتاً فوقتاً وہاں تشریف لے جاتے اور مہاجرین کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ یہ مکان مسجدِ قبا سے متصل جنوبی سمت میں تھا اور یہیں دارِ کلثوم بن ہدمؓ بھی تھا۔(۳۸)

گویا اس درسگاہ کے استاد اور شاگرد دونوں مہاجرین اوّلین تھے، تاہم مقامی مسلمان بھی اس میں شامل ہوتے تھے۔

☆ عن عبد الله بن عمرو قال سمعت النبی ﷺ يقول: استقرءوا القرآن من أربعة: من ابن مسعود وسالم مولىٰ ابی حذيفة وأبی ومعاذ بن جبل

صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، مناقب سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ، ح ۳۷۵۸، ص ۶۳۲ ...... ایضاً: کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل، ح ۳۸۰۶، ص ۶۳۹ ...... المسند، مسند عبداللہ بن عمرو، ح ۶۴۸۷، ۲/ ۳۴۸

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

❸ درسگاہ نقیع الخضمات

تیسری درسگاہ مدینہ کے شمال میں تقریباً ایک میل دور حضرت اسعدؓ بن زرارہ کے مکان میں تھی جو حرہ بنی بیاضہ میں واقع تھا۔ یہ آبادی بنوسلمہ کی بستی کے بعد نقیع الخضمات نامی علاقے میں تھی۔ یہ درسگاہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے پرکشش ہونے کے ساتھ اپنی جامعیت اور اپنی افادیت میں دونوں مذکورہ درسگاہوں سے مختلف اور ممتاز تھی۔ بیعتِ عقبہ میں انصار کے دونوں قبائل اوس اور خزرج کے رؤسا نے قبولِ اسلام کے بعد بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا کہ مدینہ میں قرآن اور دین کی تعلیم کے لئے کوئی معلم بھیجا جائے تو ان کے اصرار پر آپ ﷺ نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو روانہ فرمایا۔

ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد ہی رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو انصار کے ساتھ مدینہ روانہ فرمایا:

> فلما انصرف عنه القوم بعث رسول الله ﷺ معهم مصعبؓ بن عمير وأمره أن يقرئهم القرآن ويعلّمهم الاسلام، ويفقّههم فى الدّين فكان يسمى المقرئ بالمدينة مصعبؓ، وكان منزله على أسعدؓ بن زراره بن عدس أبى امامةؓ (۳۹)

> ''جب انصار بیعت کرکے لوٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعبؓ بن عمیر کو روانہ فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ وہاں لوگوں کو قرآن پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی بصیرت اور صحیح سمجھ پیدا کریں۔ چنانچہ حضرت مصعبؓ مدینہ میں 'معلم مدینہ' کے لقب سے مشہور تھے اور ان کا قیام حضرت ابوامامہ اسعدؓ بن زرارہ کے مکان پر تھا۔''

حضرت مصعبؓ بن عمیر ابتدائی دور میں اسلام لائے۔ ناز و نعمت میں پلے ہوئے تھے۔ جب ان کے مسلمان ہونے کی خبر خاندان والوں کو ہوئی تو انہوں نے سخت سزا دے کر مکان کے اندر بند کر دیا، مگر حضرت مصعبؓ بن عمیر کسی طرح نکل کر مہاجرین حبشہ میں شامل ہوگئے۔ (۴۰) بعد میں جب قریش کے اسلام قبول کرنے کی افواہ پھیلی تو آپؓ مکہ واپس آئے اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ (۴۱)

حضرت اسعدؓ بن زرارہ خزرجی نجاری بیعتِ عقبہ اولیٰ میں اسلام لانے والوں میں سے

© rasailojaraid.com

تھے۔اپنے قبیلے کے نقیب تھے،ایک روایت کے مطابق وہ 'نقیب النقباء' بھی تھے۔یہ دونوں حضرات قرآن کی تعلیم اور اسلام کی اشاعت میں ایک دوسرے کے شریک تھے۔حضرت مصعبؓ بن عمیرؓ قرآن کی تعلیم کے ساتھ اوس اور خزرج دونوں قبائل کی امامت بھی کرتے تھے اور جب ایک سال کے بعد بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقع پر اہل مدینہ کو لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو ان کا لقب 'مقریٔ المدینہ' یعنی معلم مدینہ مشہور ہو چکا تھا۔(۴۲)

حضرت اسعدؓ بن زرارہ نے جمعہ کی فرضیت سے پہلے ہی مدینہ میں نمازِ جمعہ کا اہتمام فرمایا۔نمازِ جمعہ کا اجتماع بنی بیاضہ کی جگہ نقیع الخضمات میں ہوتا تھا۔(۴۳) گویا نقیع الخضمات کی یہ درسگاہ صرف قرآنی مکتب اور مدرسہ ہی نہیں تھی، بلکہ ہجرت سے پہلے مدینہ میں اسلامی مرکز کی حیثیت رکھتی تھی۔حضرت مصعبؓ بن عمیر اوس وخزرج کے اس مشترکہ اجتماع کی امامت کیا کرتے تھے۔(۴۴) اسی لئے نمازِ جمعہ کے قیام کی نسبت بعض روایتوں میں ان کی طرف کی گئی ہے۔(۴۵)

اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کے ہمراہ ابن اُمّ مکتومؓ کو بھی مدینہ روانہ فرمایا تھا لیکن چونکہ حضرت مصعبؓ بن عمیر کو خاص طور پر تعلیم کے لئے بھیجا تھا، اس لئے اس درسگاہ کی تعلیمی سرگرمیوں میں ابن اُمِ مکتومؓ کا تذکرہ نہیں آتا۔ ویسے بھی ابن اُمّ مکتومؓ نابینا ہونے کی وجہ سے محدود پیمانے پر ہی تبلیغی ودعوتی خدمات سرانجام دے سکتے تھے۔

نقیع الخضمات کی اس درسگاہ اور اسلامی مرکز کی وجہ سے مدینہ کے یہودیوں کے دینی وعلمی مرکز 'بیت المدارس' کی حیثیت کم ہوگئی، جہاں جمع ہوکر یہودِ مدینہ درس وتدریس، تعلیم وتربیت اور دعا خوانی کے ذریعہ اپنی مذہبی سرگرمیاں جاری رکھتے تھے۔

اوس وخزرج یہودیوں سے بے نیاز ہوکر اپنے علمی ودینی مرکز سے وابستہ ہوگئے۔اسلام سے قبل اوس وخزرج میں پڑھنے لکھنے کا رواج بہت کم تھا اور اس معاملہ میں وہ یہودیوں کے محتاج تھے، البتہ چند لوگ لکھنا جانتے تھے۔ان میں رافعؓ بن مالک زرقی، زیدؓ بن ثابت، اُسیدؓ بن حضیر، سعدؓ بن عبادہ، اُبیؓ بن کعب وغیرہ تھے۔ ان میں سے اکثر نے ہجرت سے پہلے ہی اسلام قبول کرلیا اور وہ اب بڑی سرگرمی سے مسلمانوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کررہے تھے۔نقیع

© rasailojaraid.com

الخضمات کے مرکز سے ان کا خصوصی رابطہ تھا۔ اس زمانے میں مدینہ منورہ کے مختلف علاقوں اور قبائل میں تدریسی و تعلیمی مجالس برپا رہتی تھیں۔ خاص طور پر بنونجار، بنوعبدالاشہل، بنوظفر، بنو عمرو بن عوف، بنو سالم وغیرہ کی مساجد میں علمی مجالس کا انتظام تھا اور عبادہؓ بن صامت، عتبہؓ بن مالک، معاذؓ بن جبل، عمرؓ بن سلمہ، اسیدؓ بن حضیر اور مالکؓ بن مویرت ان کے امام و معلم تھے۔(۴۶)

نصابِ تعلیم

ان درسگاہوں کے نصابِ تعلیم کے حوالے سے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس وقت تک عبادات میں صرف نماز فرض ہوئی تھی لہٰذا یہاں پر زیادہ تر نماز کے احکام و مسائل، قرآن اور اخلاقیات کی تعلیم دی جاتی تھی اور اسی طرح وہ اخلاقیات جن پر بیعتِ عقبہ میں رسول اللہ ﷺ نے انصار کے مرد و خواتین، سب کو بیعت کیا تھا، کی تعلیم دی جاتی تھی۔ عبادہؓ بن صامت اس بیعت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

بایعنا رسول اللّٰہﷺ لیلة العقبة الأولٰی علی أن لا نشرك باللّٰه شیئًا، ولا نسرق، ولا نزنی، ولا نقتل أولادنا، ولا نأتی ببھتان نفتریه من بین أیدینا وأرجلنا،ولا نعصیه فی معروف(۴۷)

''ہم نے بیعتِ عقبہ اولیٰ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت اس چیز پر کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، نہ چوری کریں گے، نہ زنا کریں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے، نہ کسی پر بہتان لگائیں گے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی معروف میں نافرمانی کریں گے۔''

چنانچہ ان درسگاہوں میں قرآن کی تعلیم کے ساتھ ان ہی اخلاقی امور کی تعلیم و تربیت دی جاتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے جس وقت حضرت مصعبؓ بن عمیر کو اہل مدینہ کے ساتھ روانہ فرمایا تو ان کو یہ حکم دیا تھا:

أن یقرأھم القرآن، ویعلّمھم الاسلام، ویفقّھھم فی الدین(۴۸)

''ان کو قرآن پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں......''

اس مدت میں جس قدر قرآن نازل ہو چکا تھا، ان درس گاہوں میں اس کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔ اور عام طور پر آیات و سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں۔ انصار نے بیعتِ

© rasailojaraid.com

عقبہ میں جن باتوں کا اقرار کیا تھا، ان پر عمل کی تلقین وتاکید کی جاتی تھی۔ چنانچہ اس درسگاہ کے ایک طالب علم حضرت براءؓ بن عازب کا بیان ہے :

فما قدم حتی قرأت ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلىٰ﴾ فی سور من المفصّل (۴۹)

''رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ہی میں نے 'طوال مفصل' ☆ کی کئی سورتیں یاد کر لی تھیں۔''

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو انصار نے حضرت زیدؓ بن ثابت کو بڑے فخر سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا:

یا رسول اللّٰہﷺ! ھذا غلام من بنی النجار معه مما أنزل اللّٰہ علیك بضع عشرة سورة، فأعجب ذلك النبيﷺ (۵۰)

''اے اللہ کے رسول ﷺ! اس لڑکے کا تعلق بنو النجار سے ہے، جو کلام آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے، اس کو اس میں سے دس سے زائد سورتیں یاد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر خوشی کا اظہار فرمایا۔''

یہ درسگاہیں دن رات، صبح وشام کی قید سے آزاد تھیں اور ہر شخص ہر وقت ان سے استفادہ کر سکتا تھا۔

خلاصۂ بحث

مکی دور میں صحابہ کرامؓ کی دعوتی سرگرمیوں کے بارے میں بہت کم معلومات ملتی ہیں، تاہم بعض منتشر معلومات سے اس قدر ضرور واضح ہوجاتا ہے کہ کارِ نبوت کی انجام دہی میں صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کی بھرپور معاونت کی اور حق کی تبلیغ میں انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح ہر تکلیف اور مصیبت کا بڑی خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔

مکی دور کے ابتدائی سالوں میں اشاعتِ اسلام کا ایک طریقہ تو یہ تھا کہ نبوی ہدایت کے مطابق صحابہ کرامؓ اپنے اپنے خاندان اور اہل خانہ کو اسلام کی دعوت دیتے تھے جس کے نتیجہ میں کئی لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ چنانچہ حضرت عمارؓ بن یاسر اسلام لائے تو تمام گھر والوں کو بھی اسلام کی دعوت پیش کی جس کے نتیجے میں ان کے تمام اہل خانہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اسی طرح

☆ قرآن مجید کی ساتویں منزل یعنی سورۃ الحجرات سے سورۃ الناس تک کی سورتوں کو 'مفصل' کہتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

حضرت طلیبؓ بن عمیر کی دعوت پر ان کی والدہ اروىؓ بنت عبدالمطلب نے اسلام قبول کیا اور حضرت ابوبکرؓ کی والدہ اُم الخیرؓ بھی ان کی کوششوں سے ہی مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

دوسرا طریقہ یہ تھا کہ لوگوں کو اپنے ذاتی کردار اور محاسن سے متاثر کرکے اسلام کی طرف بلایا جائے۔ جیسا کہ ابوبکرؓ کی شخصی خوبیوں کی وجہ سے لوگ ان کی مجلس میں آتے تو آپ ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے اور جب ایک دفعہ آپؓ کو ہجرت پر مجبور کیا گیا تو ابن دغنہ یہ کہہ کر آپؓ کو واپس لے آیا:

إن مثلك لا يخرج ولا يخرج، فإنك تكسب المعدوم وتصل الرحم، وتحمل الكل، وتقرى الضيف وتعين على نوائب الحق فأنا لك جار، وارجع واعبد ربك ببلدك (۵۱)

''اے ابوبکر! تیرے جیسے آدمی کو نہیں نکالا جانا چاہیے۔ آپؓ تو مفلس اور نادار کے لئے مال کماتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور جو کسی مصیبت میں مبتلا ہوجائیں، ان کی مدد کرتے ہیں؛ میں آپؓ کو پناہ دیتا ہوں۔ آپؓ اپنے شہر لوٹ جایئے اور آزادی سے اپنے ربّ کی عبادت کیجئے۔''

چنانچہ حضرت ابوبکرؓ واپس لوٹ آئے اور آپؓ کی دعوت پر کثیر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ ابن ہشام نے پچاس سے زائد صحابہ کے نام گنوائے ہیں جنہوں نے ابوبکرؓ کی دعوت اور تحریک پر اسلام قبول کیا۔ (۵۲)

مکی عہدِ نبوت میں تبلیغ اسلام کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اسلام سرزمین مکہ تک محدود نہ رہا بلکہ بہت جلد جزیرہ نمائے عرب کے مختلف علاقوں میں اسلام کی گونج سنائی دینے لگی۔ صحابہ کرامؓ کی کوششوں سے قبیلہ غفار، قبیلہ ازدشنوءۃ، قبیلہ دوس اور یثربی قبائل اوس وخزرج کے علاوہ کئی دیگر قبائل میں بھی اسلام پھیل گیا، بلکہ ہجرتِ حبشہ کی بدولت اب اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی ذات اہل حبشہ کے لئے بھی کسی تعارف کی محتاج نہ رہی تھی۔ ہجرتِ مدینہ کے وقت مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد یثرب اور دیگر کئی قبائل میں موجود تھی۔

اسلام کی اس عالمگیر اشاعت میں یقینی طور پر رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ان مبلغ صحابہ کرامؓ کی کوششیں بھی قابل ذکر ہیں جنہوں نے دعوتِ اسلام کے پھیلاؤ میں گراں قدر خدمات انجام

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

دیں۔ان صحابہ کرامؓ میں حضرت ابوذرؓ غفاریؓ،ابوموسیٰ اشعریؓ،طفیلؓ بن عمرو دوسی، ضمادؓ بن ثعلبہ اَزدی، جبکہ قریشی صحابہ میں سے حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، ابوعبیدہؓ، زبیرؓ،جعفرؓ، سعیدؓ بن زید، طلحہؓ اور مصعبؓ بن عمیر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔انکے علاوہ رسول اللہ ﷺ کا ہر صحابی داعی اور مبلغ تھا۔

مکی دور میں اسلام کے فروغ میں ان مراکز کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے، جہاں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ تعلیم قرآن اور عبادت کے لئے جمع ہوتے تھے۔ہجرت سے قبل مکہ میں دارِارقمؓ ، بیتِ فاطمہ بنت خطابؓ اور شعبِ ابی طالب وغیرہ کو مسلمانوں کی تعلیمی اور علمی سرگرمیوں کا مرکز قرار دیا جاسکتا ہے۔ مکہ مکرمہ کے دعوتی و تبلیغی مراکز میں دارِارقمؓ کو اس وجہ سے خصوصی اہمیت حاصل ہے کہ یہ جگہ نہ صرف کمزور مسلمانوں کی جائے پناہ تھی بلکہ یہاں ان کا تزکیۂ نفس بھی کیا جاتا تھا۔

مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ میں بھی ہجرت سے قبل چند دعوتی و تبلیغی مراکز کا سراغ ملتا ہے۔ قبا،مسجدِ بنی زریق اور نقیع الخضمات کی درسگاہیں قبل ازہجرتِ مدینہ، اہم دعوتی و تبلیغی مراکز تھے، جہاں پر سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ اور مصعبؓ بن عمیر جیسے معلّمین، انصار کی تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دیتے تھے۔

ہجرت سے قبل مدینہ میں اسلام کی ہمہ گیر اشاعت اور فروغ میں ان انصار صحابہ کرامؓ کا کردار بھی بڑا اہم ہے جن کو رسول اللہ ﷺ نے بیعتِ عقبہ ثانیہ کے بعد اپنے اپنے قبیلے اور خاندان کا نقیب مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ ان صحابہ میں سے حضرت اسعدؓ بن زرارہ، رافعؓ بن مالک،اُسیدؓ بن حضیر،عبادہؓ بن صامت اور سعدؓ بن معاذ خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے اسلام کے فروغ میں اپنے علم اور اثر ورسوخ کو پوری طرح استعمال کیا۔

حوالہ جات

(۱) صحیح البخاری، کتاب الکفالۃ، باب جوار ابی بکر الصدیقؓ فی عہد النبی ﷺ وعقدہ، ح:۲۲۹۷،ص:۳۶۷...... ایضا، کتاب الصلوٰۃ، باب المسجد فی الطریق، ح:۴۷۶، ایضاً، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی واصحابہ اِلی المدینۃ، ح:۳۹۰۵،(۲) ۲۔ابن ہشام 'السیرۃ النبویۃ' دخول ابی بکرؓ فی جوار ابن الدغنہ ورد جوارہ علیہ، ۴۱۱/۱۔ داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۵ء(۳) ابن ہشام، اسلام عمر بن الخطابؓ، ۳۸۲/۱(۴) السیرۃ الحلبیۃ، ۱۳/۲(۵)السمہودی ،نورالدین علی بن احمد،'السیرۃ الحلبیۃ'،۱۳/۲، دارالنفائس، الریاض(۶)المستدرک، تذکرہ ارقم بن ابی الارقم،۵۰۲/۳ (۷)ابن اثیر، اسد الغابہ، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۶۰/۱، داراحیاء التراث العربی، بیروت (۸)المستدرک، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم،۵۰۲/۳(۹)ابن سعد،'الطبقات الکبریٰ'، تذکرہ ارقمؓ بن ابی

© rasailojaraid.com

الارقم، ۲۴۳/۳، دارصادر، بیروت، ۱۹۸۵ء(۱۰)ابن ہشام، مباداۃ رسول اللہ ﷺ قومہ وما کان منہم، ۲۶۳/۱ (۱۱)ابن سعد، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم ۲۴۲/۳، المستدرک، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۵۰۲/۳(۱۲)الطبری، محمد بن جریر، 'تاریخ الامم والملوک'، ۲۳۰/۳، المطبعۃ الحسینیۃ (۱۳)ابن عبدالبر، 'الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب'، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ۱۳۱/۱، دارالجلیل، بیروت، ۱۹۹۲ء(۱۴)اسدالغابہ، تذکرہ عمار بن یاسرؓ، ۴۴/۴(۱۵)ابن ہشام، اسلام عمر بن الخطابؓ، ۳۸۳/۱، ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ۵۸/۲، دارالکتب، بیروت، ۱۹۶۷ء(۱۶)ابن ہشام، ذکر الہجرۃ الاولی الی ارض الحبشہ، ۳۵۸/۱(۱۷)ایضاً، اول من جھر بالقرآن، ۳۵۱/۱(۱۸)تفصیل کے لئے 'اسد الغابہ' میں ان صحابہ کرامؓ کے تراجم ملاحظہ کیجئے۔(۱۹)ابن سعد، ۱۱۵/۳، ۲۷۳، ۴۲۵(۲۰)حلیۃ الاولیاء، ۱۹۲/۱ تا ۱۹۵(۲۱)الکامل فی التاریخ، ۵۸/۲(۲۲)زادالمعاد، ۱۰۰/۲......تاریخ الامم والملوک، ۹۵/۱ (۲۳)اسد الغابہ، تذکرہ عمار بن یاسرؓ، ۴۴/۴(۲۴)ایضاً(۲۵)ایضاً(۲۶)الاصابہ، تذکرہ حمزہؓ بن عبدالمطلب، ۳۵۴/۱ (۲۷)اسدالغابہ، تذکرہ حمزہؓ بن عبدالمطلب، ۴۶/۲(۲۸)ابن حجر، احمد بن علی، 'فتح الباری' کتاب فضائل الصحابہ مناقب عمر بن الخطابؓ، ۴۸/۷، دارالمعرفۃ، بیروت(۲۹)ابن ہشام، خبر الصحیفۃ، ۳۸۸/۱(۳۰)الروض الانف، حدیث نقض الصحیفۃ، ۲۳۲/۱......حلیۃ الاولیاء، تذکرہ سعدؓ بن ابی وقاص، ۱۳۵/۱، ۱۳۶(۳۱)المسند، حدیث عتبہؓ بن غزوان، ح:۲۰۰۸۶، ۵۲/۶ ...... الاستیعاب، تذکرہ عتبہؓ بن غزوان، ۱۰۲۶/۳(۳۲) وفاء الوفاء، ۲۵۰/۱ ۳۳۔زاد المعاد، ۱۰۰/۱ (۳۴) اسد الغابہ، تذکرہ رافعؓ بن مالک، ۱۵۷/۲......فتوح البلدان، ص:۴۵۹ (۳۵) جامع بیان العلم، باب جامع القول فی العمل بالعلم، ۶/۲(۳۶) صحیح البخاری، کتاب الاذن، باب امامۃ العبد والمولی، ح:۶۹۲، ص:۱۱۳ایضاً......کتاب الاحکام، باب استقضاء الموالی واستعمالہم، ح:۷۱۷۵، ص:۱۲۳۶ الاصابہ، تذکرہ سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہ، ۷/۲(۳۷) الاصابہ، تذکرہ سالمؓ مولی ابی حذیفہ ۷/۲......اسدالغابہ، تذکرہ سالمؓ موالی ابی حذیفہؓ، ۲۴۶/۲(۳۸) ابن ہشام، ہجرۃ الرسول ﷺ، ۱۰۶/۲-۱۰۷(۳۹) ابن ہشام، العقبۃ الاولیٰ ومصعبؓ بن عمیر، ۴۷/۲، ۴۸(۴۰) ایضاً...... ذکر الہجرۃ الاولیٰ الی ارض الحبشہ، ۳۶۲/۱(۴۱) ایضاً، ذکر من عاد من ارض الحبشۃ لما بلغھم اسلام اھل مکہ، ۴۰۳/۱ (۴۲) ابن ہشام، العقبۃ الاولیٰ ومصعبؓ بن عمیر ۴۸/۲(۴۳) کنز العمال، فضائل ابوامامہؓ، ۶۱۰/۱۳ (۴۴) ابن ہشام، العقبۃ الاولیٰ ومصعبؓ بن عمیر، ۴۸/۲(۴۵) ابن ہشام، اول جمعۃ اقیمت بالمدینۃ، ۴۸/۲(۴۶) یہ معلومات سیر درجال کی مختلف کتب مثلاً طبقات ابن سعد، سیرت ابن ہشام، سیرت حلبیہ، وفاء الوفاء اور روض الانف وغیرہ میں موجود ہیں۔(۴۷) ابن ہشام، العقبۃ الاولیٰ ومصعبؓ بن عمیر، ۴۷/۲ المسند، حدیث عبادہؓ بن صامت، ح:۲۲۲۴۸، ۴۴۱/۶(۴۸) ابن ہشام، العقبۃ الاولیٰ ومصعبؓ بن عمیر، ۴۷/۲(۴۹) صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مقدم النبی ﷺ واصحابہ المدینۃ، ح:۳۹۲۵، ص۶۶۲، ایضاً...... کتاب التفسیر، سورۃ سبح اسم ربک الاعلیٰ، ح:۴۹۴۱، ص:۸۸۲، المسند، حدیث البراءؓ بن عازب، ح:۱۸۰۴۱، ۳۶۰/۵(۵۰) المسند، حدیث زیدؓ بن ثابت، ح:۲۱۱۰۸، ۲۳۸/۶(۵۱) صحیح البخاری، کتاب الکفالہ، باب جوار ابی بکرؓ فی عہد الرسول وعقدہ، ح: ۲۲۹۷ ص: ۳۶۷، ایضاً، کتاب مناقب الانصار، ہجرۃ النبی ﷺ ح: ۳۹۰۵، ص:۶۵۶ (۵۲) ابن ہشام، ذکر من اسلم من الصحابہ بدعوۃ ابی بکرؓ، ۲۸۷/۱، ۲۹۷

www.KitaboSunnat.com